ڈاکٹر پیر محمد حسن کی ترجمہ نگاری کا تحقیقی مطالعہ تصوف کی مآخذ کتب کی روشنی میں

ڈاکٹر امتیاز احمد، اسسٹنٹ پروفیسر، جی سی یونیورسٹی، لاہور
سید عدنان عالم زیدی، لیکچرار، نیشنل سپیشل ایجوکیشن سنٹر، لاہور

Abstract

Dr. Pir Muhammad Hassan was a great scholar who rendered his services in scopes of Arabic and Urdu. He has also a marvelous command on research based translation of the books which were compiled as original resources on Tasawwuf. These include (1) Ibriz (2) Kitab al-Luma' Fil Tasawwuf (3) Al-risala al-Qushairia (4)Al-Raisail al Qushairia (5) Al-Ta'arruf Li Mazhab Ahl Al-tasawwuf etc. Dr. Muhammad Hassan translated these books into Urdu in such masterly way that may be consulted as the original resources. He also improved the standard of these translations by avoiding mistakes of former translators. He increased the value of these translations by writing prefaces which are rich of authentic information thus molding them into made them into masterpieces of Urdu literature.

استاد فرزندانِ ملت کا رہبر بھی ہے اور ان کا شخصیت کو پسندیدہ قالب میں ڈھالنے والا ہے۔ قوم کو سنوارنے کے ساتھ ساتھ ان کی صلاحیتوں کو خوب سے خوب تر بنانے والا ہے۔ ہر حیثیت میں فائدہ پہنچانے والا اور مشکلات میں سفینۂ ملت کا محافظ ہے۔

ڈاکٹر پیر محمد حسن کا جب ذکر کیا جائے گا تو ایک ایسی ہستی کا تصور ذہن ابھرے گا جو تدریسی خدمات انجام دیتے ہوئے بھی اپنی تخلیقی قوتوں سے ملت کے علمی سرمایہ میں گرانقدر اضافہ کرنے میں بھی ہمہ تن مصروف رہا اور ترجمہ نگاری میں ایک منفرد مقام حاصل کیا۔

پیر محمد حسن ۸ مارچ ۱۹۰۸ء کو امرتسر کے ایک مذہبی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ آپ کے اسلاف کشمیر سے امرتسر آ کر آباد ہوئے تھے۔ آپ کا سلسلۂ نسب حضرت سلطان شیخ مخدوم حمزہ کشمیری (وصال ۹۸۴ھ) سے جا ملتا ہے جن کا مزار مقبوضہ کشمیر میں آج بھی مرجعِ خلائق ہے۔ آپ کے والد گرامی پیر محمد حسین نے اپنے بیٹے کی بچپن سے ایسی

تربیت کی کہ آپ زہد وتقویٰ، قناعت پسندی اور توکل علی اللہ کی مثال بن گئے۔

ڈاکٹر پیر محمد حسن نے ۱۹۲۱ء میں ایم۔اے۔او۔ ہائی سکول امرتسر سے میٹرک پاس کیا۔ جہاں آپ کو علامہ ابوالدرداء محمد عالم آسی النطاسی سے شرفِ تلمذ حاصل کرنے کا موقع ملا۔ آپ اردو، فارسی اور عربی مین بلا تکلف شعر کہتے تھے۔ ڈاکٹر عبدالرشید رحمت نے مولانا محمد عالم کی عربیت کی شہرت کا ذکر کرتے ہوئے کہا:

امرتسر کے جتنے نوجوان اس دور میں علم وفضل کے حوالے سے مشہور ہوئے وہ سب مولانا محمد عالم کے شاگرد تھے۔ مثلاً ڈاکٹر شیخ عنایت اللہ مرحوم سابق صدر شعبۂ عربی گورنمنٹ کالج لاہور اور صوفی غلام مصطفیٰ تبسم وغیرہ۔ [1] مولانا محمد عالم نے تصنیف کے میدان میں پچاس سے زائد کتب ورسائل کا وقیع علمی سرمایہ چھوڑا جن میں قابلِ ذکر یہ ہیں:

الکادیه علی الغادیه (۲ جلدیں) الحثحات علی السلام فی الذبّ عن حریم الاسلام

مولانا محمد عالم نے اپنے ہونہار شاگرد کے عربی زبان وادب کے ذوق کو جس حد تک متاثر کیا اس کا اظہار ڈاکٹر پیر محمد حسن کی زبانی سنیے:

> ''۱۹۲۶ء کی بات ہے کہ حضرت الاستاذ علامہ محمد عالم الآسی النطاسی (م ۱۹۴۴ء) مرحوم ومغفور کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے مجھے بلوغ الارب کا مطالعہ کرنے کا مشورہ دیا۔ میں نے فوراً اپنے ایک عزیز پیر غلام حسین صاحب کو جوان دنوں بمبئی میں تھے لکھا کہ وہ بمبئی سے آتے ہوئے بلوغ الارب کا ایک نسخہ میرے لئے خرید لائیں۔ چنانچہ وہ یہ کتاب خرید کر ساتھ لے آئے۔ مجھے یہ کتاب اس وقت ملی جب میں ایک بارات کے ساتھ جا رہا تھا۔ مجھے اس کتاب کو دیکھنے کا اس قدر شوق تھا کہ میں اس کو اپنے ساتھ ہی لے گیا۔ اور باراتی تو خوش گپیوں میں مشغول رہے مگر میں اس کتاب کے مختلف مقامات دیکھتا رہا۔ اس کے بعد میں نے اس کتاب کو خوب غور سے پڑھا۔ کئی اشعار سمجھ میں نہ آئے۔ میں نے اسے اپنی کم مائیگی پر محمول کیا۔ مگر تینوں جلدوں کو دو ماہ کے اندر پڑھ ڈالا۔ یہ میرا طالب علمی کا زمانہ تھا''۔ [2]

۱۹۲۷ء میں جب آپ نے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا تو اس وقت تک آپ نے شعبۂ معلقات کے ساتوں قصائد پہلے زبانی یاد کیے اور بعد میں استاد سے پڑھا۔ آپ کو ابتدائی عمر میں ہی تیس ہزار سے زائد اشعار زبانی یاد تھے یہی وجہ ہے کہ آپ عربی زبان میں بلا تکلف شعر کہہ سکتے تھے۔ ۱۹۲۹ء میں یونیورسٹی اورئینٹل کالج لاہور میں ایم۔اے عربی میں باقاعدہ داخلہ لیا اور چھ ماہ میں ایم۔اے عربی کا امتحان دے کر یونیورسٹی میں اول آئے۔ اس وقت صدرِ شعبۂ عربی عظیم محقق اور نابغۂ روزگار ہستی ڈاکٹر مولوی محمد شفیع تھے۔

پیر محمد حسن نے جون ۱۹۳۶ء میں محمد بن محمود شہرزوری (م ۵۲۰ھ) کی مایہ ناز تصنیف ''نـزهة الارواح و روضة الافـراح'' کے متن کی تحقیق اور تنقیدی مطالعہ سے اپنے ڈاکٹوریٹ کا آغاز کیا۔ اور اگست ۱۹۳۸ء میں اس کام کو پانچ نسخوں کی مدد سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا۔ اس مقالہ کے ممتحنین میں مشہور مستشرق ڈاکٹر کرینکر بھی شامل تھے۔

جنہوں نے آپ کے مقالہ پر کئی طویل صفحات پر مشتمل اپنا ریویو لکھا۔ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے پیر صاحب کو مذکورہ ریویو کے چند صفحات کی نقل دیتے ہوئے کہا کہ میں مکمل آپ کو نہیں دے سکتا کیونکہ ممتحنین نے آپ کے مقالہ کی بہت زیادہ تعریف کی ہے۔ڈاکٹر عبدالرشید رحمت نے اسے یوں نقل کیا:''اس شخص کو عربی زبان پر مکمل عبور حاصل ہے''۔[۳]

۱۹۳۲ء میں لاہور کالج فار ویمن میں فارسی کے لیکچرار مقرر ہوئے۔۱۹۴۰ء میں ملتان تبادلہ ہو گیا۔قیامِ پاکستان کے وقت آپ ہشیارپور میں تدریسی فرائض انجام دے رہے تھے۔بعدازاں فیصل آباد، چکوال اور راولپنڈی میں استاد رہے۔۱۹۵۵ء میں پرنسپل مقرر ہوئے اور گورنمنٹ کالج مظفرگڑھ میں تقرری عمل میں آئی۔۱۹۵۹ء میں گورنمنٹ سروس سے ریٹائر ہوگئے جب آپ کی عمر پچپن سال تھی۔۱۹۶۴ء میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور میں شیخ الادب (صدر شعبۂ عربی) مقرر ہوئے اور اسی عہدے پر مذکورہ جامعہ سے ۱۹۶۹ء میں ریٹائر ہوئے۔[۴]

ڈاکٹر پیر محمد حسن کا طریقۂ تدریس بہت منفرد تھا۔اس بارے ڈاکٹر عبدالرشید رحمت نے یوں ذکر کیا ہے:

> ''میں نے تھری پیس سوٹ میں ملبوس ایک شخص دیکھا جو لغت، نحو، بلاغت پر گفتگو کرتے ہوئے استشہادات کے سلسلہ میں بحرِ بیکراں محسوس ہو رہا تھا۔ایک شعر کی تشریح میں بطور استشہاد قدیم عربی شاعری میں اس کا استعمال، خصوصاً قرآن مجید اس لفظ کو کس طرح استعمال کرتا ہے وغیرہ۔ میرے لیے یہ طریقِ تدریس بالکل نیا تھا''۔[۵]

۱۹۵۳ء میں ڈاکٹر پیر محمد حسن نے دارالعلوم السنہ الشرقیہ، راولپنڈی کی تقریبِ تقسیمِ اسناد کے موقع پر خطبۂ صدارت ارشاد فرماتے ہوئے طلبہ کو گرانقدر پند و نصائح فرمائیں اس کا خلاصہ چند نکات کی شکل میں حسبِ ذیل ہے:

- ☆ آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ جو کچھ بھی ہم جانتے ہیں وہ بھی درحقیقت پختہ علم نہیں ہوتا۔اس میں شبہات، اغلاط اور خامیاں رہ جاتی ہیں۔جب ہمارے علم کا یہ حال ہے تو ہمیں اعتراف کرنا چاہیے کہ معلوم شد کہ ہیچ معلوم نشد۔
- ☆ اگر انسان اپنے دل میں یہ بات بٹھالے کہ مجھے تو کچھ نہیں آتا، اس لیے مجھے کچھ کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو یقین جانیے اس قسم کا انسان بالضرور کچھ نہ کچھ حاصل کر کے رہے گا اور جسے علم کی لو لگ گئی پھر کبھی نہیں جاتی۔
- ☆ علم کی مثال ایک جانور کی سی ہے۔جس نے اسے مانوس کر لیا اس سے مانوس ہو گیا ورنہ اگر بدک گیا تو اسے قابو کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔
- ☆ میں اب بھی اپنے آپ کو ایک طالب علم سمجھتا ہوں اور اگر مجھے صحیح معنوں میں طالبِ علم کا درجہ حاصل ہو جائے تو میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھوں گا۔[۶]

ڈاکٹر صاحب نے فقید المثال علمی و تحقیقی کام بھی کیے اور تصوف کی اساسی کتب کا اردو میں ترجمہ بھی کیا جن کی تفصیل حسبِ ذیل ہے:

(ا) ابریز: یہ کتاب مشہور صوفی اور مادرزاد ولی حضرت عبدالعزیز دباغ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے جسے ان کے شاگرد حضرت احمد بن مبارک سجلماسی (م ۱۱۵۵ھ/۱۷۴۲ء) نے ابریز کے نام سے جمع کیا جس کا معنی خالص سونے کی ڈلی

ہے۔ڈاکٹر پیر محمد حسن نے کتابِ مذکور کا ترجمہ 'خزینۂ معارف' کے نام سے کیا ہے۔آپ سے بیشتر مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی نے بھی ابریز کا ترجمہ کیا تھا لیکن زبان کی کمزوری اور نامکمل ترجمے کی وجہ سے دوبارہ اس کتاب کو ترجمہ کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی۔تاہم پیر صاحب نے مولوی عاشق الٰہی صاحب کو جن الفاظ میں خراجِ تحسین پیش کیا وہ ان کی عظمت و تواضع کا آئینہ دار ہیں:

> ''مجھ سے پہلے ابریز کا ترجمہ مولوی عاشق الٰہی صاحب میرٹھی کر چکے ہیں اور درحقیقت انہوں نے بہت اچھا ترجمہ کیا ہے۔عیب سے پاک ذات باری تعالیٰ ہے، اس لیے مجھے کسی کے عیوب کا تذکرہ کرنا منظور نہیں ہے۔میں نے مولوی عاشق الٰہی کے ترجمے سے بہت مدد لی ہے۔اس لیے میرے ترجمہ کی اگر تعریف ہوگی تو اسے انہی کی تعریف سمجھنا چاہیے''۔ ۷

ابریز (خزینۂ معارف) کا دیباچہ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے تحریر فرمایا جو کہ تصوف کی حقیقت، اکابر اولیائے کرام، تصوف اور صوفیاء کے بارے میں مستند آراء کا ایک مختصر انسائیکلو پیڈیا ہے۔اور ڈاکٹر پیر صاحب کی شخصیت اور افکار کو سمجھنے میں بہت معاون ہے۔صوفیاء کے مقاصد کے بارے میں ڈاکٹر صاحب نے لکھا:

> ''قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک جتنے بھی حقیقی صوفی اور اولیاء اللہ گزرے ہیں سب کے سب خالص توحید اور اتباعِ سنت پر کاربند رہے ہیں اور انہوں نے سرِ مُو اس سے انحراف نہیں کیا۔اور انہوں نے اس کی تلقین میں عمریں گزار دیں۔اگر ان تمام اقوال کو جمع کیا جائے جن میں ان بزرگوں نے توحید اور اتباعِ سنت پر زور دیا ہے تو ایک مستقل کتاب ہو جائے''۔ ۸

ڈاکٹر پیر محمد حسن نے مذکورہ دیباچہ میں ۱۲۴ اکابر صوفیائے کرام کے اقوال اپنے محولہ بالا بیان کے اثبات میں نقل کیے ہیں۔تطویل کے اندیشے کی وجہ سے صرف ایک قول درج کیا جا رہا ہے جو سید الطائفہ حضرت ابو القاسم جنید بن محمد بغدادی متوفی ۲۹۷ھ سے منقول ہے۔فرماتے ہیں:

الطرق کلها مسدودة علی الخلق اِلّا مَن اقتفی اثر الرسول علیه السلام۔

رسول اللہ ﷺ کے نقشِ قدم پر چلنے والوں کے سوا تمام لوگوں کے لیے قربِ الٰہی کے راستے بند ہیں۔ ۹

ڈاکٹر پیر محمد حسن نے دیباچۂ مذکورہ میں ابن عربی (م ۶۳۸ھ/۱۲۴۰ء) کی بابت شیخ شہاب الدین سہروردی، مولانا عبدالرحمٰن جامی اور امام شعرانیؒ کی آراء بھی نقل کیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

''وما انکر من انکر علیه الا لدقة کلامه''

جنہوں نے ان کا انکار کیا ہے، انہوں نے صرف ان کے کلام کے دقیق ہونے کی وجہ سے کیا ہے۔ ۱۰

ڈاکٹر پیر محمد حسن نے ابن عربی کی فتوحاتِ مکیہ سے سات مختلف عبارتیں درج کی ہیں جن میں انہوں نے شریعت اور کتاب و سنت کی پابندی پر زور دیا ہے۔اسی دیباچہ میں ڈاکٹر پیر محمد حسن نے حضرت عبداللہ بن مبارکؒ، حضرت سفیان ثوریؒ، امام احمد بن حنبلؒ، ابوالعباس بن سریج، امام نوویؒ، ابن حجر عسقلانی وغیرہ کے ان اقوال کا حوالہ بھی دیا ہے جن

سے یہ معلوم ہوا ہے وہ سب بھی اولیاء اللہ کی تعظیم کرتے تھے حالانکہ وہ خود بھی علم و فضل کے بلند درجہ پر فائز تھے۔ ابریز ایک ضخیم کتاب ہے جس کا ترجمہ کر کے ڈاکٹر پیر محمد حسن نے تصوف کے بہت سے مغلق نکات کی تصریح فرمادی ہے۔

(۲) کتاب اللمع فی التصوف :

یہ کتاب اسلامی تصوف کی پانچ امہات الکتب میں سے ایک ہے بلکہ اسے بقیہ کتب پر اولیت کا شرف حاصل ہے۔ اس کتاب کے مصنف ابونصر سراج طوسی (م ۳۷۸ھ) ہیں جنھوں نے اس میں بہت سا ایسا مواد جمع کر دیا ہے جو دیگر کتبِ تصوف میں نہیں ملتا ہے۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے اس کتاب کی اہمیت کے پیشِ نظر اسے اردو زبان کا جامہ پہنایا۔ یہ قابلِ قدر ترجمہ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد کے تحت ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا جس کے صفحات کی تعداد ۷۰۰ ہے۔

ڈاکٹر پیر محمد حسن نے اس ترجمہ کو مشہور مستشرق آر۔ اے نکلسن کے تحقیق کردہ متون کی مدد سے نہ صرف مکمل کیا بلکہ نکلسن نے اصل کتاب کے مقدمہ میں جو اعتراضات اُٹھائے تھے، پیر صاحب نے ان کے تسلی بخش جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ مزید برآں، نکلسن کے حواشی کے علاوہ اپنی طرف سے بیش قیمت حواشی کا اضافہ بھی کیا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کتاب کے مقدمہ میں ان پچاس افراد کے بارے میں تفصیل درج کی ہے جن کے اقوال واحوال سراج نے اپنی کتاب میں نقل کیے ہیں۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے ابونصر سراج طوسی کے حالاتِ زندگی کے ضمن میں چند ایسے واقعات تحریر کیے ہیں جن سے ان کے اعلیٰ مقام و مرتبہ کا اندازہ لگانا مشکل نہیں۔ ایک واقعہ درج ذیل ہے جو نفحات میں بھی دھرایا گیا ہے:

> ''یہ بات مشہور ہے کہ ایک دفعہ آپ بغداد ماہِ رمضان میں گئے تو مسجد شونیزیہ میں آپ کو ایک علیحدہ حجرہ ملا، اور درویشوں کی امامت بھی آپ کے سپرد کر دی گئی۔ آپ عید تک اپنے اصحاب کی امامت کرتے رہے اور تراویح میں آپ نے پانچ قرآن ختم کیے۔ ہر رات کو خادم ایک روٹی حجرہ میں آپ کو دے آتا۔ جب عید کا دن ہوا تو آپ وہاں سے چلے گئے اور خادم نے دیکھا کہ سب تیس کی تیس روٹیاں موجود تھیں''۔ [۱۱]

طوالت کے خوف کے پیشِ نظر کتاب اللمع کے ترجمہ کے صرف ایک اقتباس ذیل میں رقم کیا جاتا ہے:

اللہ کے چُنے ہوئے بندے:

یہی لوگ اللہ کے بندے ہیں جو پرہیزگار، مقرب، ابدال اور صدیق ہیں اور ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے معرفت کے ساتھ زندہ کیا ہے اور روزِ اول سے ہی اللہ نے ان کے لیے نیکی لکھ دی ہے کیونکہ ایسے بندوں کو اللہ اپنی نگاہ میں رکھتا ہے۔ [۱۲]

کتاب اللمع کے ترجمہ کی خاص بات ''انہ لیغان علی قلبی فاستغفراللہ سبعین مرۃ'' والی حدیث ہے جس کی شرح خود ڈاکٹر پیر محمد حسن نے پندرہ صفحات میں اچھوتے انداز میں بیان کی ہے۔

(۳) الرسالة القشيريه:

تصوف کی یہ مبسوط کتاب ابوالقاسم عبدالکریم القشیری نے تصنیف کی۔ اس کتاب کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے یہی امر کافی ہے کہ امام قشیری اور شیخ علی ہجویری لاہوری کی وفات مشہور روایت کے مطابق ایک ہی سال یعنی ۴۶۵ھ میں ہوئی۔ اس لحاظ سے کتاب مزبور کا شمار تصوف کی چند قدیم ترین کتب میں ہوتا ہے۔

ڈاکٹر پیر محمد حسن نے چھ ابواب پر مشتمل اس کتاب کا نہ صرف ترجمہ کیا بلکہ ایک مفصل مقدمہ بھی تحریر کیا جو تقریباً سو صفحات پر محیط ہے۔ جبکہ کتاب کا اردو ترجمہ ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے عربی متن کی اغلاط کو درست کرنے کا مشکل کام بھی سرانجام دیا۔ یہ کتاب ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد نے ۱۹۷۰ء میں شائع کی۔

(۴) الرسائل القشيريه:

یہ امامِ تصوف، ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن القشیریؒ کے تین معروف رسائل ہیں جو حسبِ ذیل ہیں:

(i) شكاية اهل السنة (ii) كتاب السماع

(iii) ترتيب السلوك في طريق الله

ڈاکٹر پیر محمد حسن نے نہ صرف ان رسائل کا ترجمہ کیا بلکہ ان کے عربی متن کو ایڈٹ بھی کیا، اور حواشی لکھے۔ شروع میں ایک جامع مقدمہ تحریر کیا ہے جس میں امام قشیری کا نسب، تعلیم، اخلاق، سلسلۂ بیعت، تلامذہ، اولاد، مجالسِ ذکر، ادب وشاعری اور نمونہ کلام پیش کیا گیا ہے۔ مزید برآں امام قشیری کے علمی موضوعات پر بحث بھی کی گئی ہے۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے اس کتاب کا ترجمہ جس معیاری انداز میں کیا ہے اس کی جھلک درج ذیل اقتباس میں واضح دکھائی دیتی ہے:

> ''اشعری کہتا ہے اور معتزلہ کے سوا ہر مسلمان یہی کہتا ہے کہ قرآن درحقیقت اللہ کا کلام ہے اور یہ مجازاً نہیں بلکہ حقیقۃً مصحف میں لکھا ہوا ہے۔ جو شخص یہ کہے کہ قرآن مصحف میں نہیں ہے وہ غلطی پر ہے بلکہ قرآن درحقیقت مصحف میں لکھا ہوا ہے۔ اور قرآن اللہ کا کلام ہے اور قدیم اور مخلوق ہے، اللہ اسے بولتا رہا ہے اور بولتا رہے گا۔ اور قرآن کا اس کی ذاتِ قدیم سے جدا ہونا جائز نہیں اور نہ یہ کہ کسی محل میں اس کا حلول ہوتا ہے۔۔۔ الخ۔''[۱۳]

(۵) التعرف لمذهب اهل التصوف:

یہ چوتھی صدی ہجری کے مشہور صوفی ابوبکر بن ابی اسحاق محمد بن ابراہیم بن یعقوب البخاری الکلاباذی کی مایہ ناز تصنیف ہے۔ سہروردی مقتول نے اس کی اہمیت کو ان الفاظ میں اُجاگر کیا ہے:

''لَولَا التعرّف لَمَا عُرِف التصوّف'' اگر کتابِ تعرف نہ ہوتی تو کوئی تصوف کو نہ جان سکتا۔

ڈاکٹر محمد طفیل نے التعرف کا تعارف یوں کرایا ہے:

''یہ کتاب تصوف کے فلسفہ اور حقیقت سے بحث کرتی ہے''۔[۱۴]

اس کتاب کا اصل متن مع شرح، برصغیر پاک و ہند کے مطبع نولکشور سے ۱۹۱۲ء میں شائع ہوا، اس کے اکیس برس بعد مشہور مستشرق اے۔ جے آربری نے پہلے تحقیق شدہ متن اور بعد ازاں انگریزی ترجمہ شائع کیا۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے مذکورہ انگریزی ترجمہ پر انحصار کرنے کی بجائے اصل متن کی مدد سے نہ صرف منفرد انداز میں ترجمہ کیا بلکہ آربری کے تحقیق شدہ عربی متن کی اغلاط کی نشاندہی بھی کی اور التعرف میں مذکور اشخاص کی تفصیل بھی دی کہ وہ کون تھے؟ کہاں پیدا ہوئے؟ ان وفات کیا تھا؟ وغیرہ۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے اے۔ جے آربری کی بعض آراء سے بھی اختلاف کیا ہے۔ ادارہ المعارف، لاہور سے یہ ترجمہ پہلی مرتبہ ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا۔[۱۵]

ڈاکٹر پیر محمد حسن نے جب اصل متن کو ترجمہ کا جامہ پہنایا تو یہ باور کرنا مشکل ہے کہ 'التعرف' عربی میں تحریر کی گئی ہوگی۔ ایک اقتباس ملاحظہ فرمائیں جس کا تعلق صوفی کی تعریف سے ہے:

ذوالنون فرماتے ہیں: میں نے ساحلِ شام پر ایک عورت دیکھی تو میں نو پوچھا: کہاں سے آئی ہے، خدا تجھ پر رحم کرے، جواب دیا: ان لوگوں کے پاس سے آئی ہوں جن کے پہلو بستروں سے الگ رہتے ہیں۔

پھر میں نے کہا: کہاں کا ارادہ ہے؟

جواب دیا: ایسے لوگوں کا جنھیں نہ تجارت اللہ کے ذکر سے غافل کر سکتی ہے اور نہ خرید و فروخت۔

میں نے کہا: ان کی صفت بیان کرو، تو اس نے یہ اشعار پڑھے:

یہ لوگ ہیں جن کے بلند ارادے اللہ سے تعلق رکھتے ہیں لہٰذا ان کے ارادے کسی اور کی طرف بلند نہیں ہوتے، نہ دنیا انہیں اپنی طرف مائل کر سکتی ہے نہ کسی قسم کا شرف خواہ کھانے کی صورت میں ہو یا لذت یا اولاد، اور نہ ہی فاخرہ اور خوبصورت لباس پہننے کی طرف مائل ہوتے ہیں، اور نہ ہی سرور حاصل کرنے کے لیے کسی جگہ اترتے ہیں۔ البتہ وہ ایسی منزل کے پیچھے تیزی سے جاتے ہیں جہاں دور دراز کی مسافت کو ان کے قدم قریب تر کر دیتے ہیں۔[۱۶]

دیگر تصانیف:

(۱) تصریح فی شرح التشریح (غیر مطبوعہ): علم ہیئت پر ایک مفید کتاب ہے۔

(۲) ہزارہ کے ترین (غیر مطبوعہ): فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے خواہش پر ڈاکٹر پیر محمد حسن نے ہزارہ کے ترین قبائل کی ابتداء، تاریخ اور تہذیبی و ثقافتی خصوصیات پر مبنی یہ کتاب تحریر کی۔ اپنے مخصوص محققانہ مزاج کے زیر اثر حصولِ مواد کی خاطر افغانستان کا سفر بھی کیا۔

(۳) انوارِ رسالتؐ: ایک نصابی کتاب ہے جو عرصہ تک علومِ اسلامیہ کی ضروریات پوری کرتی رہی۔ اب قریباً نایاب ہے۔

(۴) سفرِ حج: یہ کتاب ۱۹۳۲ء میں امرتسر سے طبع ہوئی۔

(۵) ڈاکٹر پیر محمد حسن نے حارث بن اسد المحاسبی کی تصنیف 'کتاب الخلوۃ و التنقل فی العبادات' کو بھی ایڈٹ کیا۔

(۶) محمد بن علی حکیم ترمذی کی درج ذیل تصانیف کو بھی ایڈٹ کیا:

(i) شان الصلوٰۃ (ii) علل والعبادات

(iii) الدر المکنون فی اسئلة ماکان وما یکون ۱۷

مقالات:

قیامِ پاکستان سے قبل انجمنِ حمایتِ اسلام کے زیرِ اہتمام ڈاکٹر پیر محمد حسن کے چند مقالات شائع ہوئے تھے جو اب دستیاب نہیں ہیں۔ البتہ فکرونظر میں آپ کے حسبِ ذیل چند مقالات شائع ہو چکے ہیں:

(۱)	سید علی ہجویری اور حسین زنجانیؒ	ماہنامہ فکرونظر ستمبر ۱۹۷۱ء
(۲)	مستشرقین کی تحقیق پر تحقیق کی ضرورت	ماہنامہ فکرونظر مئی ۱۹۷۶ء
(۳)	حقیقتِ تصوف	ماہنامہ فکرونظر اکتوبر ۱۹۸۸ء
(۴)	لیفٹیننٹ کرنل عبدالعزیز مرحوم	ماہنامہ فکرونظر ستمبر ۱۹۷۱ء

۱۹۶۶ء میں جامعہ اسلامیہ بہاولپور کے مجلّہ میں آپ کا ایک اہم مقالہ شائع ہوا تھا جس کا عنوان ہے: ''متحدہ پاک و ہند کے ابتدائی مبلغین''۔عربی زبان وادب کا یہ یگانہ روزگار عالم تحقیق،نقد وتبصرہ میں جس اعلیٰ معیار کے حامل تھا اس سے متعلق ڈاکٹر عبدالرشید رحمت کا یہ الفاظ لائق تحسین ہیں:

> ''یہ کہنا بالکل درست ہے کہ لوگ عقیدت کی بناء پر کسی ایسے مسئلے پر بحث کرنا مناسب نہیں سمجھتے جو کسی بڑے بزرگ کی طرف منسوب ہو۔ یہ قصہ کہ جس وقت حضرت علی ہجویریؒ اپنے مرشد کی ہدایت پر لاہور تشریف لا رہے تھے، عین اسی وقت حضرت حسین زنجانیؒ کا جنازہ آرہا تھا یہ واقعہ سب سے پہلے حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء کے ملفوظات مرتبہ خواجہ حسن دھلوی یعنی فوائد الفواد میں درج ملتا ہے۔ ڈاکٹر (پیر محمد حسن) صاحب نے دلائل وشواہد کی روشنی میں یہ ثابت کیا ہے کہ تاریخ سے اس واقعہ کی شہادت نہیں ملتی بلکہ اس کی تردید وتکذیب میں بیانات پائے جاتے ہیں''۔ ۱۸

حواشی:

۱۔ عبدالرشید رحمت،ڈاکٹر،''پیر محمد حسن، شخصیت و فن''،سہ ماہی''فکرونظر''،اپریل۔جون ۱۹۹۲ء،ص ۹۲۔۹۳

۲۔ ڈاکٹر پیر محمد حسن،بلوغ الارب فی معرفة احوال العرب،اردو ترجمہ،(لاہور: اُردو سائنس بورڈ، مئی ۱۹۶۷ء)،ص ۱

۳۔ عبدالرشید رحمت،ڈاکٹر،''پیر محمد حسن، شخصیت و فن''ص ۹۴

۴۔ پیر محمد حسن،ڈاکٹر،''خزینۂ معارف ترجمہ ابریز''،(راولپنڈی: ہاشمی پبلی کیشنز،طبع اوّل،۲۰۰۹ء،)ص ۲۵

۵۔ عبدالرشید رحمت،ڈاکٹر، پیر محمد حسن، شخصیت و فن''سہ ماہی''فکرونظر''،اپریل۔جون

۱۹۹۲ء، ص ۹۱

۶۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، ''مجلہ ادب و تاریخ''، راولپنڈی، جون۔جولائی ۱۹۵۳ء، جلد ۲، شمارہ ۷۔۸، ص ۱۱۔۱۲

۷۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، ''خزینۂ معارف اردو ترجمہ ابریز''، (راولپنڈی: ہاشمی پبلی کیشنز، طبع اوّل، ۲۰۰۹ء) ص ۲۶

۸۔ ایضاً

۹۔ ایضاً، ص ۲۷

۱۰۔ ایضاً

۱۱۔ پیر محمد حسن، کتاب اللمع فی التصوف (اردو ترجمہ)، (اسلام آباد: ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اشاعتِ دوم، ۲۰۰۶ء)، ص ۴

۱۲۔ ایضاً، ص ۳۴

۱۳۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، الرسائل القشیریہ (اردو ترجمہ)، ص ۲۸۔۳۰

۱۴۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، التعرف (اردو ترجمہ)، (لاہور: اسلامک بک فاؤنڈیشن)، ص ۱۱

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۲

۱۶۔ ایضاً، ص ۴۵۔۴۶

۱۷۔ محمد ہمایوں عباس، ڈاکٹر، شعبہ عربی و علوم اسلامیہ (جی سی یونیورسٹی لاہور) کے اہل قلم (١٨٦٤ - ٢٠٠٩ء)، (لاہور: تحقیقات، اکتوبر ۲۰۰۹ء)، ص ۲۷۔۲۹

۱۸۔ عبدالرشید رحمت، ڈاکٹر، 'پیر محمد حسن، شخصیت و فن'، سہ ماہی ''فکر و نظر''، اپریل۔جون، ص ۱۱۴

مآخذ:

۱۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، بلوغ الارب فی معرفۃ احوال العر (اردو ترجمہ)، اردو سائنس بورڈ، لاہور، مئی ۱۹۶۷ء۔

۲۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، خزینۂ معارف (اردو ترجمہ ابریز)، ہاشمی پبلی کیشنز، راولپنڈی، طبع اول، ۲۰۰۹ء۔

۳۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، کتاب اللمع فی التصوف (اردو ترجمہ)، ادارۂ تحقیقاتِ اسلامی، اسلام آباد، اشاعتِ دوم، ۲۰۰۶ء۔

۴۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، الرسائل القشیریہ (اردو ترجمہ)۔

۵۔ پیر محمد حسن، ڈاکٹر، التعرف (اردو ترجمہ)، اسلامک بک فاؤنڈیشن، لاہور۔

۶۔ عبدالرشید رحمت، ڈاکٹر، فکر و نظر (سہ ماہی)، اسلام آباد، اپریل۔جون ۱۹۹۲ء۔

۷۔ محمد ہمایوں عباس، ڈاکٹر، شعبہ عربی و علوم اسلامیہ جی سی یونیورسٹی لاہور کے اہلِ قلم (۱۸۶۴ء۔۲۰۰۹ء)، تحقیقات، لاہور، اکتوبر ۲۰۰۹ء۔